سلسلۂ تصنیفات مسلم بک سوسائٹی نمبر ۴

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

اِسلام اور علومِ جدید

یعنے

عالیجناب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری (امام مسجد ووکنگ)

کا

اُردو لیکچر

جو آپ نے

۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو بمقام دہلی میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ جلسہ میں پڑھکر سنایا

اور جسے

مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور نے دسمبر ۱۹۲۰ء میں شائع کیا

مطبوعہ کریمی پریس لاہور

بلاد غربیہ میں اسلام کا مشعلبردار

اسلامک ریویو مجریہ انگلستان قیمت سالانہ صہ

اس کا اردو ترجمہ

قیمت سالانہ عہ

اشاعت اسلام

ایڈیٹر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری

مسلم پبلک میں اسلامک ریویو کسی معرفت کرانے کا محتاج نہیں صرف برادران اسلام کو یہ اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ اس وقت اسی کے منافع پر انگلستان میں اسلامی مشن کے اخراجات بہت حد تک چل رہے ہیں اس کا ہر ایک خریدار اب گویا بلاد غربیہ میں اسلام کا خود متکفل ہو جاتا ہے اگر برادران ملت کوشش کرکے انگریزی رسالہ کے پانچہزار اور اردو کے دس ہزار خریدار پیدا کردیں تو ان کا منافع ہمارے ووکنگ اسلامی مشن کا کفیل ہو سکتا ہے ہم چاہتے ہیں کہ انگریزی رسالہ کئی ہزار تک بلاد غربیہ میں مفت تقسیم ہو۔ اگر کوئی تبلیغ اسلام کا شیدائی ہمیں چار روپے سالانہ بھیجدے تو ہم اسکی جگہ ایک انگریزی رسالہ یورپ میں مفت تقسیم کردینگے کیا ملت بیضا کی اشاعت کے عاشق چند ہزار بھی ہندوستان میں نہیں ؟

دوستو اٹھو! جاگو!! وقت کو غنیمت سمجھو!!! اسلامک ریویو ایک کامیاب ذریعہ اشاعت اسلام کا ثابت ہوا ہے اور بفضلہ تعالےٰ اس نے اپنی عزت کو یورپ میں نہایت آب و تاب سے قائم کیا ہے اسکو مضبوط کرنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالےٰ سے اجر جزیل پاؤگے۔ والسلام

المشتہر خواجہ عبد الغنی مینیجر رسالہ اسلامک ریویو و اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

اسلام اور علوم جدیدہ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ (آل عمران) اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ
یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ
کَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ..... وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ
دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (پ ۳)

دین کیا ہے؟ زندگی چلانے کا بہترین طریقہ۔ اور خدا کے نزدیک وہ طریق کیا ہے؟ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ وہ تو اسلام ہے یعنی قوانین الہیہ کی کامل اطاعت اور ایسے دین کے سوا کوئی اور طریق زندگی اختیار ہی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ زمین اور آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کے سب خدا کے مقابل اس ایک اسلامی طریق اطاعت کو اختیار رکھے ہوئے

ہیں لَهٗ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا اور اگر اس دین اسلام کے ماسوا کوئی اور طریق اختیار کرنا ہے تو یاد رہے کہ یہ امر مقبول نہ ہوگا اور بروقت نتیجہ یقیناً یقیناً نقصان اور خسران دیکھنا ہوگا۔ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۔ ان مختلف آیات میں جن کا مفہوم میں نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے ۔خدا کی آخری کتاب نے اُس دین کی حقیقت اور اُس پر چلنے یا اُسے چھوڑنے کے نتائج بیان کر دیئے ہیں جس کا نام اسلام ہے کل دنیا کے مقدّس لٹریچر میں قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب مجھے نظر آئی ہے جس نے لطیف حقائق اور باریک مسائل اور نظری امور کے سمجھانے کے لئے موقعہ بموقعہ صحیفۂ قدرت اور اُس کے مظاہر کی طرف انسان کو متوجّہ کیا۔ چنانچہ اس جگہ بھی دین اسلام کی حقیقت اور اُس کو ترک کرنے کے نقصان مبرہن کرنے کے لئے فرمایا۔ کہ تمام کے تمام مظاہر قدرت جن کی طرف الفاظ۔ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ بہ تصریح اشارہ کرتے ہیں اور جو اس قدر خوبصورت اس قدر دلکش ایسے نفع رساں اور ایسے راحت بخش ہر نہج اور ہر پہلو سے نظر آ رہے ہیں۔ اِن سب پر غور کرو۔ یہ سب کے سب طَوْعًا وَّكَرْهًا اسلام یعنی قوانین الٰہیہ کی اطاعت کی مضبوط زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ ان کا اپنا وجود اور ان کا انسان کے لئے

مفید ہونا اسی حد تک ہے جب تک ان میں قوانین الٰہیہ کی اطاعت ہے یہ سورج اور چاند یہ سیارے اور ستارے یہ ہوا اور بادل یہ زمین اور پانی یہ شجر اور حجر جن کے ساتھ ہماری زندگی وابستہ ہے اُن میں سے کس کی مجال ہے کہ وہ اس قانون سے ذرہ بھر بھی اِدھر یا اُدھر ہو سکے جن پر قدرت کا زبردست ہاتھ اُن کو چلا رہا ہے۔ کیا ابتدائے آفرینش سے آج تک سورج ایک لمحہ بھر کے لئے اپنے طلوع اور غروب کے وقت سے اِدھر اُدھر ہوا کیا چاند نے اپنے مقررہ دوائرہ کو کبھی چھوڑا۔ کیا سورج کبھی چاند کے راہ میں آگیا۔ کیا دن نے رات پر یا رات نے دن پر کبھی ایک ثانیہ کے لئے سبقت کی۔ کیا اسلام ہے اور کیسے مطیع اور منقاد ہو کر یہ سب کے سب اُن قوانین کی پابندی کر رہے ہیں کہ جو خالق حقیقی نے اُن کے لئے بنا رکھے ہیں۔ یہ وہ اسلامی کیفیت اُن مظاہر قدرت میں ہے۔ جس سے نتائج اخذ کرنے کے لئے خدا کی کتاب نے ایک اور موقعہ پر فرمایا وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ (پ ۲۳ ع ۲) یہ سورج بمعہ اپنے کل نظام شمسی کے ایک مستقر کی طرف بڑھا جا رہا ہے۔ اور یہ وہ مستقر ہے جس کو ایک غالب

اور علیم خدا نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ اور چاند کے لئے بھی ہم نے خاص منازل مقرر کر دیئے ہیں جن کو طے کر کے آخر کار وہ ہلالی شکل میں نظر آتا ہے۔ ان کی کیا مجال ہے کہ یہ اپنے مقررہ طریقوں کو چھوڑ کر ایک دوسرے سے مداخلت کریں نہ تو سورج کے اوقات ہی چاند کے اوقات میں دخل دیتے ہیں اور نہ رات کی گھڑیاں کبھی دن پر سبقت لے جاتی ہیں۔ یہ کل کے کل نورانی گولے اپنے اپنے مقرر کردہ دائروں اور محوروں میں گھوم رہے ہیں۔

اللہ اللہ کیا اسلامی انقیاد اور مسلمانہ اطاعت ہے جو ان مظاہر قدرت میں نظر آ رہی ہے۔ یہی ان کا اسلامی طریق ہے جو ان سے مفید نتائج مترتب کرا رہا ہے۔ اور اگر ایک لمحہ بھر کے لئے بھی یہ اسلامی فطرۃ چھوڑ دیں تو یہ نفع رساں کائنات خطرناک نقصان اور ہلاکت کا موجب ہو جاوے۔ پہلے کے دمدار ستارہ کے قریب آ جانے پر کیا زمین کی تباہی قیاس نہ کی جاتی تھی۔ لیکن یہ دمدار ستارہ خواہ کیسے ہی اپنی چال میں منحنی اور ہماری نگاہ میں بے قاعدگی رکھتا ہے۔ لیکن اس کی کیا مجال تھی کہ اپنے مقررہ مقام رجعت سے ایک انچ بھر بھی آگے آتا۔ اسی لئے تو فرمایا۔ لَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا زمین اور آسمان اور جو کچھ ان میں ہے طوعاً کرہاً اسلامی فطرۃ پر ہیں اور اگر یہ فطرت چھوڑ دیں تو نتیجہ اس کا خسران ہوگا۔ الغرض یہ ساری کی ساری کائنات

خدائے تعالےٰ کے مقرر کردہ قوانین پر چل رہی ہے اور اُس صورت میں نفع رساں ہو سکتی ہے جب کوئی اُن سے اُن قوانین کے مطابق فائدہ لینا چاہے۔ لہذا جو شخص اُن قوانین سے واقف ہو کر اُن قوانین کے ذریعہ اُن پر حکومت کرنا چاہے تو ان کی مجال نہیں کہ یہ بظاہر قدرت اس سے انحراف کر سکیں۔ ہاں اگر کوئی ان قوانین کے خلاف ان سے کام لینا چاہے تو یہ ہرگز فایدہ نہ دینگے بلکہ وہ خود ضائع ہو جاوینگے یا خلاف قانون کام لینے والے کو نقصان پہنچا وینگے۔ دور کیوں جاویں ان اپنے اعضاء اور جوارح میں بھی ہمیں ہر روز یہی صداقت ظاہر ہوتی نظر آتی ہے یہ میرے اعضاء کس قدر مسلم طریق پر میرے مطیع و منقاد ہیں جن جن کاموں کیلئے یہ بنے ہوئے ہیں اگر میں وہ کام ان سے لینا چاہوں تو انکی کیا مجال کہ یہ جوارح میری اطاعت نہ کریں۔ اگر میں کسی چیز کو دیکھنا چاہوں تو آنکھ کی اسلامی فطرۃ اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ اس طرف دیکھے جس طرف میرا ارادہ ہو چکا ہے یہی حال میرے دیگر اعضاء کا ہے لیکن اگر میں پیاس بجھانے کے لئے پانی اپنے کان میں ڈال دوں اور نمک چکھنے کیلئے کوئی نمکین چیز اپنی آنکھ میں ڈال دوں یا کسی آواز سننے کیلئے منہ کو پھاڑ پھاڑ کر کھولوں تو کیا یہ طریق جس میں ان جوارح کے متعلق مقرر کردہ قوانین الہیہ کا انحراف ہوتا ہے کبھی مفید یا مقبول ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ نقصان اور خسران ہے۔ دیکھو کیسی صداقت ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ کس طرح ہر طرف اور ہر طرح

ثابت ہوتی نظر آتی ہے +

الغرض اسلام کی اس حقیقت نے ہم پر متحقق کر دیا کہ تمام کی تمام کائنات جو انسان کے فائدہ کے لئے اُس مبداء فیوض نے بنائی وہ سب کی سب ایک نہ ایک قانون کی زنجیر سے جکڑی ہوئی ہیں جن کا انحراف اُن کی فطرت میں ہی نہیں۔ اس لئے یہ ہوا یہ آگ یہ پانی یہ گاسیں یہ بادل یہ دریا یہ الکٹرسٹی یہ شجر یہ حجر یہ نباتات یہ معدنیات الغرض سارے کے سارے عناصر اسی وقت اور اسی صورت ہیں انسان کے مفید ہوں گے جب انسان یہ سمجھکر کہ یہ سب چیزیں اپنے اپنے قوانین مقررہ کے ماتحت ہی نفع رساں ہیں اُن کے مختلف قوانین سے واقف ہو جب وہ مظاہر قدرت کے خواص اور ماہیت سے آگاہ ہو اور جب اُن کے متعلقہ قوانین کے مناسب حال اپنا طریق عمل اختیار کرے یا بالفاظ دیگر علوم جدیدہ سیکھ کر اُن پر کاربند ہو۔ ہاں اگر یہ قوانین انسانی قوانین کی طرح ناپایدار اور متلون الحال ہوتے تو ان قوانین کے علم کی نہ ہمیں چنداں ضرورت ہوتی نہ ان کی اطاعت کی حاجت۔ لیکن موجودہ سائنٹیفک تحقیقات نے ہی نہیں بلکہ صدیوں پہلے خدا کی کتاب نے ہم کو سکھلایا خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا - لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ - وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللهِ تَحْوِيلًا - خدائے تعالےٰ نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور اُن کے متعلق اندازے اور قوانین باندھ دئے۔ خدائے

تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت کو مت بدلو۔

خدائے تعالےٰ کے قوانین حتمی طور پر اٹل ہیں اگر ان سے فائدہ ہو سکتا ہے تو اِن قوانین کو ماننے اور ان کی اطاعت کرنے سے ہی ہو سکتا ہے اور یہ تب ہوگا جب ہم کو ان کا علم ہوگا۔ ان کے خلاف جو کرے گا وہ نقصان اُٹھائے گا۔ یہ وہ صداقت تھی جس کو کتاب حکیم نے مسئلہ تقدیر سے تعبیر کیا تھا۔ اور ہمیں وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ کی حقیقت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا۔ جس کا یہ مطلب تھا کہ نیک و بد جو ظاہر ہوگا وہ اٹل قوانین کے ماتحت نیک اور بد اسباب کے مقابل بطور نتیجہ ہوگا۔ وہ بطور اتفاق یا چانس chance یا اچانک حادثات کی شکل میں نہ ہوگا بلکہ ہر ایک واقع علت و معلول کے رشتہ سے مربوط اور اسباب و نتائج کے قوانین میں جکڑا ہوا ہے۔ اگر بُرے کام کروگے تو یاد رکھو بُرے پھل پاؤ گے۔ اگر نیک اسباب مہیا کروگے تو نیک پھل کاٹو گے تمہاری غفلتوں اور لاپرواہیوں اور سہل انگاریوں اور لاعلمیوں سے خدا کے بنائے ہوئے قوانین اپنے نتائج دیئے بغیر نہیں رہ سکتے اگر تم ان کو اپنے لئے مفید کرنا چاہتے ہو تو ان قوانین کا علم حاصل کرو اور اپنے حالات کو ان کے مطابق کرو اس سے بڑھ کر ہماری اور کون سی بدنصیبی اور بدقسمتی ہوگی کہ یہی مسئلہ تقدیر جو ہمیں محتاط کر کے ہماری ترقیوں کا زینہ ہو جاتا ہم کو صحیفۂ قدرت کے اٹل

تقدیر کردہ قوانین سے واقفیت پیدا کرنے کا محرک ہوتا ہمیں علوم جدیدہ سیکھنے کے لئے رغبت دلاتا۔ ہمیں اتفاقات اور چانس کی تصویروں سے متنفر کرکے ہمیں کارزار زندگی کے لئے مردانہ وار طیار کرتا۔ آج بھی مسئلہ ہماری غفلتوں کے بدنتائج کی سپر ہماری ناواقفیت قوانین قدرت کا عذر اور ہماری خود پیدا کردہ تکالیف کی تشریح ہو جاتا ہے۔

الغرض اسلام کی اس حقیقت نے ہم پر ظاہر کر دیا کہ یہ خاکی پتلا جو کل کائنات کا حکمران اور زمین پر جامع مظاہر اسمائے الٰہیہ سمجھا جاتا ہے اس کی حکومت اور خلافت اس کائنات پر اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب اس میں خود اسلامی فطرت پیدا ہو جاوے یعنی جب انسان اُن تمام قوانین الٰہیہ کی جو اس کے متعلق ہوں یا صحیفۂ قدرت کے کسی جزو عنصر کے متعلق ہو عزت کرنے اور اُن قوانین پر چلنے کے لئے مستعد ہو جاوے۔ جب یہ اپنے حالات اور طریق زندگی کو اُن قوانین کے مناسب حال کرے اور یہ اُس وقت ہوگا جب ان قوانین کا کماحقہٗ علم اُسے ہوگا اس لئے اسلام اگر ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم اُن تمام قوانین کی اطاعت اور عزت کریں جو ہماری روح اور جسم کے فائدہ کے لئے قادر مطلق نے بنائے تو ساتھ ہی اسلام ہمیں اس طرف بھی متوجہ کرتا ہے کہ ہم اُن تمام قوانین کے متعلق تحقیقات کریں اور انہیں دریافت کریں۔ اور اپنے علم میں لاویں۔ جو ربانی حکماء نے اُس قدیر اور علیم سے الہام پائے۔ یا مادّی حکماء نے اُس کی فعلی کتاب یعنی صحیفۂ قدرت

سے مطالعہ کئے کیونکہ اسلام یعنی اطاعت قوانین الٰیہ
کے علم کے بغیر ہو ہی کیسے سکتی ہے؟ اگر ربانی حکماء نے جن کا نام نبی
ہے (اللہ تعالیٰ کا اُن پر سلام اور درود ہو) ہماری روح ہمارے
اخلاق ہمارے تمدن اور ہماری معاشرت کی اصلاح۔ اور تہذیب
کے متعلق ہمیں اُن قوانین کا پتہ دیا جن کو خدائے تعالیٰ نے ہمارے
لئے مقرر کیا۔ تو مادی حکماء یعنی محققان سائنس کی کوششوں کی انتہا
بھی کوئی اختراعی قوانین نہ تھے بلکہ انہیں قوانین کی تلاش اور دریافت
تھی۔ جو خدائے تعالےٰ نے کائنات اور اُس کے عناصر کے متعلق
ازل سے بنا رکھے تھے۔

لہذا اسلام ہم کو سکھلاتا ہے کہ جہاں ہم اُن علوم سے اطلاع پائیں
جو خدا کے انبیاء (علیہم السلام) نے خدا کے قول کے ذریعہ سے پائے
جس کا نام علوم دین ہے۔ ویسے اسلام ہمیں تاکید کرتا ہے کہ ہم اُن علوم
کی بھی تحصیل کریں جو زمانہ کے حکماء نے خدا کے فعل یعنی صحیفۂ قدرت
سے اخذ کئے جن کا نام بالفاظ دیگر علوم جدیدہ ہیں۔ کیونکہ اسلام کیا
ہے۔ قوانین الٰیہ کی اطاعت اور ان قوانین میں جیسے قوانین متعلقہ
جسم و روح آجاتے ہیں ویسے ہی اُن تمام چیزوں کے متعلق قانون بھی
آجاتے ہیں۔ جن کا اثر روح اور جسم پر ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ
کائنات کے ذرہ ذرہ کا اثر ہماری روح اور جسم پر ہے۔ لہذا اگر
خدا نے اسلام سے تمہارا یہ فرض کر دیا ہے کہ تم تہذیب نفس کے لئے

علوم دین سے واقفیت پیدا کرو اور اُن پر چلو تو میں کہتا ہوں اُسی خدا نے تمہارا یہ اسلامی فرض بھی کر دیا ہے کہ تم علم دین کے بعد علوم جدیدہ کو بھی حاصل کرو۔ اور اُن سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور یہ بات دوستو! میں نہیں کہتا خود قرآن تمہیں کہتا ہے۔ جاؤ قرآن کو دیکھو وہ اولوالالباب کی تعریف کیا کرتا ہے ؛

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۔ وہ الوالالباب جن میں انبیاء علیہم السلام کا گروہ بھی شامل ہے ۔ وہ کون ہیں وہ وہ ہیں جو ایک طرف تو اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے ۔ الغرض ہر حال میں خدا کے ذکر میں لگے رہتے ہیں اور اُسے یاد کرتے ہیں ۔ اور دوسری طرف زمین اور آسمان اور جو کچھ اُن میں ہے اُن سب کی بناوٹ اور اُن کے قیام بقا اور اُن کے مفوضہ کاموں کو دیکھتے اور جانچ پڑتال کرتے اور اُن سے نتائج اخذ کرتے یا بالفاظ دیگر اشیائے کائنات کی ماہیت اور خواص دریافت کرتے ہوئے اس نتیجہ پر آجاتے ہیں کہ رب العالمین کی پیدا کردہ چیزوں میں کوئی چیز بھی فضول اور بیکار نہیں ۔ کیا یہ تفکر فی خلق السمٰوٰت والارض سائینٹیفک تحقیقات جدیدہ نہیں تو اور کیا ہے ۔ مقام غور ہے کہ خدا کی کتاب تو ہمارے لئے وہ دین تجویز کرے جس کا نام اسلام رکھے یعنی قوانین الٰہیہ کی اطاعت و

یہ نام رکھکر ہمیں روحانی اور مادّی کل کے کل قوانین الٰہیہ کے جاننے اور سمجھنے کی رغبت دلائے اور خدائے تعالےٰ ہمیں اولوا الباب کے شاندار خطاب کا مستحق اس وقت بنائے جب ہم علوم دینیات کے ساتھ علوم مادّیات یعنی علوم جدیدہ سے حظ وافر حاصل کر چکے ہوں اور ہم اس زمانہ کی جہالت کے باعث نہ اُن علوم سے ہی محروم رکھے جاویں بلکہ جو ہم میں سے اُن کے حصول کی کوشش کریں وہ زندیق اور ملحد کا خطاب حاصل کریں۔ اور دوستو! کبھی آپ نے غور کیا کہ یہ علوم جدیدہ جن کے ذریعہ حکمائے مغرب اور اُن کے طفیل یورپین اقوام ہم پر بلکہ ایک حد تک کل کائنات عالم پر انسانی حیثیت میں حکومت کر رہے ہیں ان علوم کے سیکھنے اور ان سے مستفید ہونے کی طرف سب سے پہلے کس کتاب اور کس مذہب نے انسان کو رغبت دلائی +

دنیا پر ایک زمانہ گذرا ہے جب دنیا کا زیادہ حصہ کائنات اور اس کے عناصر کو اپنا معبود قرار دے رہا تھا انسان نے مختلف وقتوں میں شجر۔ حجر۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ ہوا۔ پانی۔ آگ بادل عالم کے مختلف عناصر اور قوائے کی۔ اور سب کے بعد انسان کی پرستش کی۔ یہ ایک فطرتی امر ہے کہ ہم اپنے معبود کو ہمیشہ عزّت اور ادب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لئے ایسے وقت میں ان عناصر اور ان مظاہر قدرت کے متعلق کسی قسم کی چھان بین کرنا یا اُن کو معرض تحقیقات

میں لانا لازماً ایک گناہ عظیم تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک کل کائنات اور اس کے عناصر معبود کے رنگ میں انسان پر حکمران رہے انسان نے کوئی علمی اور سائنٹیفک ترقی اور تحقیق نہیں کی۔ اس قسم کی ترقی کی طرف انسان کی توجہ تو اسی وقت منعطف ہو گی جب انسان ان تمام چیزوں کو اپنا معبود نہیں بلکہ اپنا خادم اور نوکر سمجھے جب اس پر یہ حقیقت کھل جاوے کہ یہ سب چیزیں جو خدائے تعالے نے بنا رکھی ہیں یہ سب میرے خدا نہیں بلکہ غلام ہیں جس طرح ایک انسان اپنے نوکر کی مزاج شناسی اور اس کی استعداد اور جوہر کا علم حاصل کرنے پر طبعاً مائل ہوتا ہے اسی طرح موجودات عالم کے متعلق اس حقیقت کے کھلنے پر کہ موجودات عالم میرے خادم ہیں قدرتاً انسان قوائے عالم کی تحقیقات میں لگ جاویگا۔

الغرض علوم جدیدہ اور سائینس کی ترقی کا زمانہ کسی ملک میں اس وقت شروع ہو سکتا ہے جب انسان کائنات اور اس کے عناصر کی عبادت کے جوئے سے نکلکر ان کو اپنا غلام اور خادم سمجھے لیکن اے تاریخ عالم کے واقف کار و مجھے بتلاؤ کہ کس زمانہ تک یہ مظاہر قدرت اور عناصر دنیا کے معبود بنے رہے۔ اور پھر کس کتاب نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ ان کی اس حکومت کو خاک میں ملا کر مذہبی رنگ میں انسان کو یہ یقین دلایا کہ یہ آگ یہ پانی یہ ہوا یہ جل یہ آکاش یہ سمندر یہ پھل یہ درخت یہ سورج یہ ستارے۔ یہ سب کے سب

مظاہر قدرت تمہارے خدا نہیں تمہارے غلام ہیں۔ جاؤ وید ژند وستا انجیل توریت بدھ کے صحائف کنفیوشس کی وصایا چھان مارو یہ تعلیم ہرگز ہرگز نہ پاؤ گے ہاں وہ خدا کے کامل و مکمل اور ناطق الہام کی آخری تخت گاہ کتاب حکیم تم کو بہ صداقتیں کھلے الفاظ میں سکھلائے گی یہی وجہ ہے کہ جب تک وہ کتاب نازل نہ ہوئی زمانہ نے سائنٹیفک تحقیقات کی طرف رُخ نہ کیا جو علوم ذہنی امور سے تعلق رکھتے تھے وہ بے شک زیر تحقیق رہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۚ (پ ۱۳ ع ۱۷ سورہ ابراہیم) اور پھر اور ایک جگہ فرمایا۔ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ ترجمہ۔ اے انسان دیکھ تو کن چیزوں کی پرستش کر رہا ہے اور انہیں اپنا معبود بنا رہا ہے اُن چیزوں کو جو تیری خادم اور غلام ہیں۔ پرستش کے قابل تو وہ اللہ ہے جس نے زمین اور آسمان کو اور جو کچھ ان میں ہے اور جنہیں تو معبود بنا رہا ہے پیدا کیا۔ کیا تو ویدک رچاؤں میں اندر کا نام لیکر اُس آکاش کی پرستش کر رہا ہے۔ جہاں سے پانی اُترتا ہے وانزل من السماء ماءً یہ پانی تو وہ خدا تیری خاطر اتار کر تیرے رزق کے لئے مختلف پھلوں کو پیدا

کر دیتا۔ کیا تو ویدک زمانہ کے ورونا یعنی سمندر دیوتا کے آگے سر جھکاتا ہے۔ اور اس لئے تو نے سمندر سے پار جانیکی کوشش کی کہ مبادا سمندر دیوتا تیرے پاؤں تلے آجاوے +

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ؕ

ہم نے تو اس سمندر دیوتا کی چھاتی پر کشتیوں اور جہازوں کو چلا کر اُسے تیرا خادم کر رکھا ہے کیا دریا سندھو کے شفاف پانیوں نے تجھے اس کا اس قدر پرستار بنا رکھا ہے کہ تو ویدمیں اُس کے گیت گاتا کیا تو گنگا اور جمنا سے منتیں مانگتا ہے وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ یہ دریا تو تیرے غلام ہیں کیا تو سورج اور اُس کی مختلف کیفیات کو دیکھ دیکھ کر اُسے اریمان پشان لو اشٹرے وغیرہ کے نام سے یاد کرکے اُس کے آگے سربسجود ہو رہا ہے۔ یہ ہے کیا وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ یہ سورج اور اُس کے ساتھ ہی چاند بھی تیری خدمت میں کمر بستہ ہو کر چکر لگا رہے ہیں۔ ہم نے دن اور رات تک تیرے لئے مسخر کر دیا ہے۔ الغرض جو کچھ تجھے زمین پر نظر آتا ہے اور جو کچھ تو اس میں پاوے یاد رکھ یہ سب تیری ہی خدمت کے لئے ہے +

پیارو! اس میں شک نہیں کہ ان آیات نے کل دنیا جہان کے معبودوں کو تخت الوہیت سے اُتارنے کے لئے ایک کامل توحید کو سکھلایا ہے لیکن کیا ان آیات میں علمی ترقی اور سائینٹیفک تحقیق کے لئے ایک زبردست تحریک نہیں۔ غور تو کرو کہ جس دن سے انسان

لینے یہ سمجھا کہ یہ چار پائے یہ مویشی یہ سواری کے جانور اُس کی خدمت کے لئے مامور ہیں کیا وہ اُن کو قبضہ میں لانے اُن سے خدمت لینے اُن کو مفید بنانے کے لئے مختلف طور پر ان جانوروں کی مزاج شناسی اور اُن کی طبیعت کا حال دریافت نہیں کرتا۔ تو پھر جب ان آیات میں موجودات عالم کا ذکر کرکے تمہیں بتلایا گیا ہے کہ یہ تمہاری ہی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں تمہارا فرض نہیں کہ تم اُن قواعد اور ضوابط سے اطلاع پاؤ کہ جن سے یہ مظاہر قدرت فی الواقعہ تمہارے مسخر ہو جاویں۔ تیرہ سو برس ہوئے کہ ان چیزوں کے بنانے والے نے تم کو یہ خوشخبری دی کہ یہ تمہارے غلام ہیں تم بتلاؤ کہ تم نے ان کو مسخر کرنے کی طرف کس قدر توجہ کی کیا یہ خبر سُن کر کہ آسمان سے پانی کا اُترنا تمہاری ہی خاطر ہے تاکہ تم زمین سے طرح طرح کے ثمرات پیدا کرو تمہارا فرض نہ تھا کہ تم یہ اشارہ پاکر علم فلاحت علم زراعت علم نباتات میں ترقی کرتے۔ تم کو تو بتلایا گیا تھا کہ تمہاری ہی خدمت کے لئے کشتیاں اور جہاز سمندر میں چلتے ہیں۔ تم نے اگر یہ خبر سن کر فن جہاز رانی میں ید طولی حاصل کیا ہوتا تو خبر جو تجارتی تمدنی اور اقتصادی فوائد تمہیں ہوتے سو ہوتے آج جنگ طرابلس میں تم کو ندامت اُٹھانی نہ پڑتی۔

کیا سَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھٰرَ کا مژدہ سن کر تمہارا فرض نہ تھا کہ تم فن آبپاشی کے کل شعبوں کا علم حاصل کرتے۔ آبپاشی کی کلوں اور مشینوں

سے واقف ہو جاتے ۔ یہ سورج دیوتا اور یہ چندرما اور اُن کے ساتھ کل کے کل ستارے تو تمہارے بے داموں غلام تھے تم نے جب قرآن میں یہ بشارت پڑھی تھی تو تم نے اسٹرانومی سیکھ کر ان سے خدمت نہ لی ۔ الغرض قرآن جبکہ خدا تعالیٰ نے تم کو اطلاع دی تھی کہ جو کچھ زمین میں ہے وہ سب تمہارے لئے ہے پھر کیوں تم نے باٹونی جی آلوجی ذوالوجی منرولوجی کمسٹری فزیکس اور وہ تمام کے تمام علوم جن کو نیچرل فلاسفی سے ملقب کیا گیا ہے نہ پڑھے ۔ خدارا کسی علم جدیدہ سائینس کی شاخ کا نام لو جس کے دریافت ہونے پر یورپ نے کائنات کے کسی عنصر سے کام لیا ہو اور ان آیات میں اُن کی طرف اشارہ نہ ہو کیا آپ الکٹرسٹی (بجلی) کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ آئیے میں آپکو ایک جامع آیت سناتا ہوں جس میں نہ صرف الکٹرسٹی ہی شامل ہے بلکہ آئندہ بھی جس قدر موجودات کا پتہ لگے اور اُن کے متعلق علوم دریافت ہوں وہ سب اس میں آجاتے ہیں فرمایا ہے ؎

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے وہ سب کے سب تمہارے خادم ہیں یہ اب تمہارا اختیار ہے کہ اُن راہوں کو اختیار کرو یا نہ کرو ۔ اُن علوم کو سیکھو یا نہ سیکھو ۔ ایسی تحقیقاتوں میں پڑو یا نہ پڑو جن سے تم کائنات کے کل قوائے فطریہ سے واقف ہو جاؤ ۔ کائنات اور اُس کے عناصر کو اپنا خادم بنالو ۔ دیکھو ایک قوم نے آج ان علوم میں ترقی کی اور ان

آیات کی حقیقت کو واقعات کے رنگ میں لاکر ان کی صداقت پر مہر
لگادی گیا ایک حد تک مغربی اقوام نے سمندروں کو دریاؤں کو
ہواؤں کو بادلوں کو بجلی کو زمین اور اس کے قوائے کو اپنی حکومت میلے
نہیں کر لیا؟

بتلاؤ تم کو اپنے اسلام پر بڑا ناز ہے تم کو قرآن کے احکام پر چلنے
کا بڑا فخر ہے ان وصایا کو جو ان آیات میں ہیں تم نے قبول کیا یا یورپ
نے؟ ان اشارات کو جو ان مقدس کلمات میں تھے تم نے اپنا ہادی
راہ کیا۔ یا اُن لوگوں نے جن کو تم ملحد دہریہ بے ایمان کافر اور مشرک
قرار دیتے ہو۔ ہاں ایک تم کو فخر ہے تو اتنی توحید پر۔ اے کاش اس
توحید کی حقیقت کو ہی سمجھا ہوتا اور کبھی تھوڑا سا وقت اس سوال پر
ہی خرچ کیا ہوتا کہ ہمیں شرک سے کیوں روکا گیا۔ اور خدا کی کتاب
نے کیوں یہ سکھلایا کہ خدائے تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیگا۔ اور
مگر شرک کی اس کی جناب میں معافی نہیں کیا تم نے
اس رب العالمین کو وہ بادشاہ در اقلیمے نگنجند
کا مصداق سمجھ کر یہ خیال کر لیا ہے۔ کہ وہ دیکھ نہیں سکتا۔ کہ
اس کے مقابل تم اور خدا بنالو۔ یاد رکھو وہ حمید خدا نہ تمہاری حمد
کا محتاج نہ تمہاری تسبیح کا خواہشمند +

وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ
حَمِيدٌ (لقمان)، إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ

یعنی جمشید دابراہیم، تم ایک نہیں لاکھ خدا بنا لو اُس کی سلطنت میں ایک انچ بھر کمی نہ آدیگی تم رات دن اُس کی حمد میں لگ جاؤ اُس کی سلطنت میں ایک جَو کے برابر زیادتی نہ ہوگی۔ یہ توحید کی تاکید اور شرک کی ممانعت تو محض تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے تاکہ تم جن کو خدا بنا رہے ہو اُن کو خادم سمجھکر اُن راہوں کو دریافت کرو کہ جن سے یہ تمہاری خدمت کرسکیں +

دوستو! میں نے ابھی آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ انسان جب ماسوائے اللہ کی پرستش کرتا ہے اور وہ وہ چیزیں ہیں جو اُس کے فائدہ کے لئے بنائی گئی تھیں تو اُن کو معبود بناکر ان کو معرض تحقیق میں نہیں لاتا۔ اور اس لئے کسی قسم کی سائینٹفک ترقی نہیں کرسکتا دیکھو اسلام کے آنے تک دنیا میں اگر کوئی ترقی ہوئی تو وہ بالکل ذہنی علوم کے متعلق تھی۔ جو بعض وقت اور شرک کے پھیلانے میں مؤید ہوئی۔ دنیا مادیات میں قطعاً قطعاً کوئی ترقی نہ کرسکی اور اسکی وجہ وہ شرک تھا جس کے ماتحت قوائے فطریہ اور اُس کے عناصر مختلف شکلوں میں ہمارے مخدوم نہیں بلکہ معبود بن رہے تھے ہاں جب دنیا ان معبودوں کی حکومت سے آزاد ہوئی تو یہ معبود معرض تحقیقات میں آئے۔ اور یاد رہے یورپ جس نے **علوم** جدیدہ میں آج اس قدر ترقی کی ہے کسی کلیسا کی طفیل سے نہیں یہ ترقی بقول پادریاں اُن ملحد انسانوں کی طفیل ہوئی جنہوں نے عملاً انسان

پرستی کو جواب دیا کس قدر مقام حیرت ہے کہ وہ قوم جن کو کائنات اور ما فیہا کے متعلق کامل علم حاصل کرنے کے لئے کامل توحید کا سبق دیا گیا اور جن کو مخاطب کر کے کہا گیا وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (پ ۲۵ ع ۲/۱۸) وہ تو آج تیرہ سو برس سے ایک دوسرے کا منہ تک رہے ہیں اور وہ قوم جس کا زیادہ حصہ آج تک بھی انسان پرستی جیسے شرک کے اندھیرے میں ہو اور جس اندھیرے نے چودہ پندرہ سو برس تک اُن کو ہر قسم کی علمی ترقی اور تحقیق سے دور رکھا ہو اُن میں کے چند افراد اس انسان پرستی کو خیرباد کہکر ہمارے ہی بزرگوں یعنی قرون اولے کے مخاطبین قرآن کی علمی تحقیقات کو پڑھیں اور اُس میں سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا کی صداقت کو ایک صداقت حقیقت کی شکل میں دیکھیں اور پھر اس کی علمی چاشنی کے کچھ ایسے گرویدہ ہو جاویں کہ آج اپنی تحقیقات سے علوم جدیدہ پیدا کر کے سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا کو سچ کر دکھا دیں۔ اور دوستو یہ امر بھی آپ یاد رکھیں کہ ان تسخیر کائنات کی آیات سے جو میں یہ استنباط کر رہا ہوں کہ ان میں قرآن کے مخاطب کے لئے سائینٹفک تحقیقات کرنے اور علوم مادیہ کے حاصل کرنے کی ایک زبردست تحریک ہے۔ اگرچہ یہ استنباط کسی تصنع اور تکلف کے ماتحت نہیں لیکن یہ اکیلا بندہ سے نہیں بلکہ خود قرآن نے ان امور کو ہم پر ظاہر کیا ہے اگر ایک طرف ان آیات

کے ذریعہ ہم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم ہی کائنات اور اس کے عناصر کے حکمران ہیں تو دوسری طرف قرآن نے مختلف پیرایوں میں ہم کو یہ بھی سکھلایا ہے کہ اگر تم کائنات اور اس کے عناصر پر حکمرانی کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اس زمین پر جامع مظہر اسمائے الٰہیہ اور اس کے نائب ہو کر اس عالم پر نافذ الامر ہونا چاہتے ہو تو اس کا طریق یہی ہے کہ تم اُن علوم کو حاصل کرو جن کے ذریعہ تم کو موجودات عالم کے خواص اُن کے فوائد اور اُن کی قوتوں کا علم حاصل ہو۔ بالفاظ دیگر تم اُن علوم کو سیکھو اور اُن میں چھان بین کرو کہ جن کا نام آج زمانہ نے علوم جدیدہ رکھا ہے۔

کیا آپ نے ان آیات پر کبھی غور کی جو عموماً ایک طرف تو تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے اور دوسری طرف ہمارے ساجی مہربانوں کے لئے ذریعہ مضحکہ ہوا کرتی ہیں۔ میرا مطلب پہلے سپارہ کے پہلے ربع کی اُن آیات سے ہے جن میں آدم کی پیدائش کا ذکر۔ فرشتوں کا پیدائش آدم کی ضرورت کے متعلق استفسار۔ خدائے تعالیٰ کا ضرورت پیدائش آدم بتلانا اور ملائکہ کا سجدہ اطاعت کرنا وغیرہ وغیرہ ہے اگر آپ غور فرماویں تو ان میں بھی تو یہی حقیقت کھولی گئی ہے یہ وقت نہیں اور نہ میرے مضمون کے مناسب حال ہے کہ میں ملائکہ کے وجود پر اس جگہ بحث کروں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ اس قسم کی گتھی ہے جو انگریزی خوان حلق میں کسی قدر دقت ہے۔

اُترتی ہے۔ یہاں میں صرف اُس حقیقت کا خلاصہ بیان کر دیتا ہوں جو کہ ملائکہ کے متعلق حکمائے اسلام میں سمجھی گئی ہے۔ بعض متکلمین اسلام ملائکہ کو قوائے فطریہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک خواص الاشیاء کا نام ہی ملائکہ ہے یعنی ملائکہ سے مراد وہ تمام قوتیں ہیں جو آگ پانی ہوا بادل سورج وغیرہ عناصر کائنات اور مظاہر قدرت میں فرداً فرداً اور مشترکہ موجود ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اس کائنات میں کوئی چیز نہیں جس پر کوئی مَلَک مامور نہیں۔ لیکن قرآن میں ان فرشتوں کے متعلق ایسی آیات بھی موجود ہیں جن سے ایک طرف تو ان ملائکہ کا ذی علم ذی عقل اور ذی تدبیر ہونا نظر آتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ وَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا ۔ اور دوسری طرف ان کی ماموریت صرف قوائے مادیہ پر ہی نہیں بلکہ اُن قوائے انسانی کے متعلق بھی پائی جاتی ہے جو اخلاق اور روحانیت کی ذیل میں آتے ہیں۔ لہذا ملائکہ سے وہ ذی عقل ذی تدبیر نفوس مراد ہیں جو خدا کے امر سے اُن تمام قوائے فطریہ کو فعل میں لانے کے محرک اور داعی ہوتے ہیں جو موجودات عالم میں ودیعت شدہ ہیں وہ کائنات اور اُس کے عناصر میں بمنزلہ جان اور روح کے ہیں وہ جس امر پر مامور ہیں اس کو بلا تامل وقت پر فعل میں لے آتے ہیں اس لئے اُن کے متعلق قرآن کہتا ہے یفعلون ما یؤمرون ملائکہ کی اُس حقیقت کو سمجھنے کے بعد اب ہم اُن آیات پر غور کرتے ہیں جن میں ملائکہ کے سوال پر ہماری پیدائش کا ایک راز

ہمیں لکھوایا جاتا ہے ۔

آدم سے پہلے کل کائنات موجود ہے اس کائنات کے عناصر میں اور اجزا میں قوتیں بھی موجود ہیں ۔ ان قواء کو فعل میں لانے کے لئے ملائکہ بھی مامور ہیں جن کی نگاہ میں کائنات بہمہ وجوہ مکمل ہے ۔ ہر ایک ذرہ ذرہ کائنات کا وہ کام دے رہا ہے جس کے لئے وہ بنایا گیا ہے ہر ایک شئے ملکی تحریک پر اپنی اپنی قوتوں کے نتائج مرتب کر رہی ہے ۔ کوئی قوت کسی کی حارج نہیں متضاد عناصر ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہیں ہر طرف امن و آرام سلامتی اور صلاحیت ہے کہ اتنے میں ملائکہ پر کائنات کے ایک حکمران کے پیدا ہونے کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ کائنات کی ذرہ ذرہ کی غرض پیدائش ہمارے ذریعہ پوری ہو رہی ہے ۔ اب جو ایک نئی مخلوق آنے والی ہے بظاہر کسی عنصر کائنات سے فرداً فرداً مجالست نہیں رکھتی وہ بجز اس کے کہ فساد اور ہلاکت کا باعث ہو اور کیا ہو سکتی ہے ۔ اس لئے خداوند کے اس ارشاد پر کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً وہ عرض کرتے ہیں ۔ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۔ حضور والا جو کچھ کائنات میں حضور نے اپنے جلال اور قدوسیت کے شایان حال بنایا اس کے متعلق عملاً حمد اور تسبیح تو ہم ہر وقت کر رہے ہیں تو پھر اس نئے وجود کو کیوں بنایا جاتا ہے جو غالباً زمین پر فساد پھیلائے

مقابلہ کرے۔ ملائکہ کی اس عرض پر حضرت احدیت مآب نے کیا کہا۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ربپ ۴ ع ۱

خدائے تعالےٰ نے آدم کو موجودات کے نام بتلائے اور کل اشیائے کائنات کے اسماء اور اُن کے خواص جاننے کی استعداد اُس میں رکھدی کیونکہ ناموں کے ذریعہ ہی مختلف اشیا میں تمیز ہوا کرتی ہے اور یہ مختلف ناموں کا مقرر کرنا مختلف خواص کے معلوم ہونے پر منحصر ہوتا ہے۔ اور اس طرح ملائکہ کو جتلایا کہ جن قوائے فطریہ کو فعل میں لانے کے تم محرک اور داعی ہو وہ آخر کسی فایدہ کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اُن کا کوئی مصرف ہے۔ اس مصرف اور فایدہ کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام قوائے فطریہ کا کما حقہٗ کسی کو علم ہو جو تم میں نہیں تم اس طرح سے اس کائنات کے خلیفہ (سرواں) نہیں ہو سکتے۔ اس کائنات پر اور اس کی قوتوں پر تو وہی حکمران ہوگا جو تمام قوائے فطریہ کے اسماء اور خواص سے واقف ہوگا تم تو صرف ان قوتوں کو فعل میں لانے کے لئے مامور ہو۔ لیکن تمہاری اس ماموریت اور تمہاری تحریک سے فائدہ تو وہ اُٹھاوے گا جن کو ان قوتوں کا علم ہوگا۔

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اس تمام کی تمام کائنات میں جو قوتیں چھپی ہوئی ہیں اُن کو میں ہی خوب

جانتا ہوں اور تم کو ان کا علم نہیں میرا نائب الامر خلیفہ وہ ہوگا جو ان قوتوں کا علم رکھے گا۔ اس لئے تم جو کل مظاہر قدرت اور عناصر کی قوتوں کو فعل میں لانے کے محرک اور داعی ہو تم ان چھپے ہوئے قوے کے علوم سے باخبر آدم کے آگے سجدہ کرو یعنی تمہیں اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔ جب اس کو ضرورت ہو +

اللہ اللہ یہ کیسی سچی اور واقعات پر مبنی حقیقت ہے جو ان آیات میں ظاہر کی گئی ہے۔ ایک طرف تم کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ سَخَّرَ لَکُم مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی آسمان اور زمین میں کی کل کی کل چیزیں تمہاری خادم ہیں۔ دوسری طرف یہ اطلاع دی کہ ہم نے تمہارے جدِ اول میں قوائے عالم کے متعلق علم حاصل کرنیکی استعداد رکھدی اور پھر اس علم کی وسعت کے متعلق فرمایا۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ دوسری طرف ملکوت السّمٰوٰت وَالْاَرْضِ کو تمہاری اطاعت پر مامور کرنے کی خبر تم کو دی بتلاؤ اس سے بیّن اور روشن طریق پر کس کتاب نے تمہاری فطرت اور استعداد کو بلند کیا کس نے تم کو بتلایا کہ یہ زمین اور آسمان کی قوتیں تمہارے منشاء کو پورا کرسکتی ہیں۔ اگر تم ان کا علم حاصل کرو بالفاظ دیگر علوم جدیدہ جن کی غرض اس زمین اور آسمان وَمَا فِیْھِمَا کی قوتوں کو دریافت کرنا ہے اس کی طرف کس کتاب نے انسان کو ایسے صاف اور بیّن طریق پر مائل کیا۔ اس میں شک نہیں کہ اور کتابوں

نے بھی آدم کو خدا کی تصویر کہا ۔ آدم اور ملائکہ کے تنازع اور اُن کے سجدہ کا ذکر کیا ۔ لیکن وہ تو کہانیاں ہی کہانیاں تھیں جس کی طرف معقول پسند طبائع نے کبھی توجہ نہ کی ۔ ہاں قرآن نے اس واقعہ کی علمی حقیقت سے دنیا کو اطلاع دی کہ زمین اور آسمان کے فرشتے اس آدم اور اُس کی اولاد کے آگے سجدہ کریں گے جو زمین اور آسمان کے مضمر قوائے کا علم حاصل کرے گا ۔ اور کیا واقعات عالم نے ان قرآنی حقایق کو آج سچ کر نہیں دکھایا کیا اولاد آدم کے ایک طبقے نے اپنے اُس علم کے ذریعہ جو اُس نے سائنٹفک تحقیقات کے ذریعہ قوائے عالم کے متعلق حاصل کیا ہے فرشتوں سے ایک حد تک سجدہ نہیں کروا لیا ۔ کیا بقدر علم و تحقیقات سمندروں کے ہواؤں کے دریاؤں کے آگ کے پانیوں کے بادلوں کے بجلی کے معدنیات کے نباتات کے شجر کے حجر کے ملائکہ ان کے آگے سجدہ اطاعت نہیں کر رہے ۔ لیکن اسے قرآن کے پڑھنے والو تیرہ صد برس ہوئے آپ کو اس صداقت سے اطلاع دی گئی آپ نے اس سے کیا فایدہ اٹھایا قرون اولی کے مخاطبین قرآن نے اس حقیقت کو سمجھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا کے مالک ہو گئے ۔ کیا تم ان کے خلف الصدق کہلانے کے مستحق ہو جنہوں نے ان کی علمی تحقیقات کو خاک میں ملا دیا ان کے سچے خلف الصدق ان علمی معاملات میں وہ اصحاب مغرب ہیں جنہوں نے ہمارے بزرگوں کی علمی تحقیقات سے اس ملکوت السموٰت

وَالْاَرْضِ کے سجدہ کے راز کو سمجھا اور پھر عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا کے مصداق بننے کی کوششیں کیں۔ افسوس اور ہزار افسوس قوم جن کی کتاب میں آدم اور سجدہ ملائکہ کی حکایت ایک کہانی سے زیادہ وقعت نہ رکھے جبپر عقلائے روزگار کو ہنسی آوے اور جن کے علماء الہیات اس درخت کا نام درخت علم رکھیں کہ جس کے چکھنے سے آدم بہشت سے نکالا گیا یعنی جن کے نزدیک ایک طرح علم کا حاصل کرنا بہشت کو گنوانا ہو وہ اس قصے کی علمی حقیقت کو ہمارے بزرگوں سے سمجھ کر آدم کا اصلی ورثہ ہم سے چھین لیں اور وہ قوم جن کو مُلکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مسجود بنانے کے لئے اس قصہ کا علمی رنگ تعلیم کیا گیا وہ اس پُر معارف واقعہ کو ایک قصہ کہانی سمجھے۔ الغرض قرآن کریم نے پیدائش آدم اور سجدہ ملائکہ کی حقیقت بیان فرما کر دراصل ہمیں سائنٹیفک تحقیقات کی طرف متوجہ کیا۔ اِن آیات نے نہ صرف ہمارے نصب العین کو ہی انتہائی مقام تک بلند کر دیا بلکہ ہم کو تحریک کی کہ ہم ہر قسم کے علوم عالیہ میں جن میں علوم جدیدہ بھی شامل ہیں علیٰ وجہ الکمال ترقی کریں۔ قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات ہیں جن سے نظر آتا ہے کہ اسلام کی مہتم بالشان غرض یہ تھی کہ دنیا میں احیاء علوم ہو۔ گھر گھر علم کا چرچا پھیلے انسان پر وہ علوم کھولے جاویں جن سے پہلے انسان ناآشنا تھا۔ علم کی حکومت دنیا پر ہو اور آئندہ اشاعت علوم کا ذریعہ قلم ٹھہرے۔ یہ تو درست ہے کہ اسلام

سے پہلے بھی درس تدریس تھی لیکن یہ کون نہیں جانتا کہ اُس درس تدریس کا ذریعہ قلم و کاغذ نہ تھے اُس کا ذریعہ زیادہ تر سننا اور بولنا تھا وہ سینہ بسینہ علم اور اُس کی سینہ بسینہ اشاعت جو اگر تھی تو انہیں ایام کے موزوں حال تھی اور در اصل انسان مجبور بھی تھا۔ کاغذ کا قائم مقام تو ہندوستان میں بھوج پتّر اور اور ممالک میں خال خال طریق پر چمڑا تھا کامل اشاعت علم تو اُس وقت تک نہ ہو سکتی تھی جبتک دنیا کاغذ کے استعمال سے آگاہ نہ ہوتی اور یہ کون نہیں جانتا کہ دنیا پر یہ خدائے تعالیٰ کی رحمت جس کا نام کاغذ ہے یہ بھی رحمت للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کی طفیل بغرض استعمال موجودہ دنیا کے علم میں آیا۔ چنانچہ کل دنیا کا پرانے سے پرانا مسوّدہ جو کاغذ پر محفوظ ہے وہ ایک کتاب موسوم بہ غریب الحدیث ہے جو ۸۶۶ء عیسوی میں لکھی گئی اور جو اس وقت لیڈن کی یونیورسٹی میں محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں علم کے خلاف عَلَم جنگ تو خود اُن بزرگوں نے اٹھا رکھی تھی جن کے گھر میں علم کی ایک دھندلی سی جھلک تھی۔ ہندوستان میں برہمنوں کے سوا کس کی مجال تھی اور ان میں سے بھی خاص الخاص افراد جن کے کانوں میں اس وقت کے معلومہ علوم کے اسرار نہایت احتیاط کے ساتھ ڈالے جاتے تھے۔ یہی حالت ایران کی تھی۔ یورپ میں کنیسوں اور خانقاہوں سے باہر علم کا لیجانا پاپائے اعظم کے ارشاد کے ماتحت قریب قریب جرم تھا۔ اور پاپائے مقدس ایک حد تک حق بجانب

بجانب بھی تھے آخر اس علم کے درخت کا ایک دانہ چکھ کر جب آدم پر بہشت حرام ہوئی۔ اور دنیا سیاہ کار ہو گئی اور خود خدا کو (معاذ اللہ) جس کے عوض میں صلیب پر چڑھنا اور تین دن دوزخ میں رہنا پڑا تو پھر اگر سارے کا سارا درخت علم کا انسان چٹ جاتا تو پھر نہ معلوم کس قدر زبردست کفارہ کی ضرورت پڑتی۔

الغرض وہ زمانہ کہ جس میں اشاعت علم کا ذریعہ کتاب یعنی قلم اور کاغذ ہو اس کو دنیا میں اسلام لایا اسلام آیا اور اپنے ساتھ قلم کی حکومت لایا جس سے انسان نے وہ سیکھا جو اُسے پہلے معلوم نہ تھا یہ میرا خالی دعویٰ نہیں بلکہ زمانہ کی تاریخ اور واقعات عالم اس کے شاہد ہیں جو میں اس جگہ عرض کر رہا ہوں۔ کیونکہ اگر علم کا مذاق تمہارے اسلاف نے دنیا میں پیدا کیا اور دوسری قوم نے اس کو ترقی دی تو دراصل یہ ایک ہی سلسلہ ہے اور میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ حسن اتفاق ہے۔ بعثت اسلام اور اشاعت علوم کیا یہ محض coincidence ہے۔ جیسا کہ بعض مادہ پرست طبائع خیال کرینگی یا خاص ارادہ خداوندی ہے میں تو اسے ارادہ خداوندی ہی کہونگا۔ اور خدا را میرے اس کہنے کو ایک ڈھل مل یقین طبیعت کا نتیجہ نہ سمجھنا۔ نہیں نہیں جب بعثت محمدیہ کی ایک زبردست غرض خود قرآن ایسے وقت قلم، علم بتلائے جب علم و قلم النادر کالمعدوم ہوں تو پھر یہ کیسے اتفاق کا نتیجہ ہو سکتا ہے یہ تو اُس علیم و قدیر کی مشی

اور اُس کے پاک ارادوں کا ایک عملی ثبوت ہے کہ وہ پیشگوئی کے رنگ میں بعثت نبوی کی ایک غرض قلم اور علم بتلاتے اور پھر واقعات عالم اُس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کے ذریعہ اُس کو پورا کر دکھا دیں جانتے ہو وہ کونسے صداقت بھرے الفاظ تھے جو غار حرا میں روح الامین نے دنیا کے سب سے بڑے محسن اور سب سے زیادہ خیرخواہ اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کی شان والے انسان کے قلب مطہر پر القاء کئے۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (پ ۳۰ ع ۱)

اُس رب کے نام سے پڑھ جس نے تجھے پیدا کیا۔ وہ وہ ہے جو ایک جمے ہوئے قطرہ خون سے ایک انسان بنا دیا کرتا ہے۔ وہ تیرا رب اکرم ہے۔ وہ تیری ایسی بڑی ربوبیت کرے گا کہ تو دنیا میں اکرم اور مکرم ہو جاوے گا۔ اور یہ کوئی مشکل نہیں۔ دیکھ کہاں خون کا جما ہوا بے حیثیت قطرہ اور کہاں وہ ہیولا جس کا نام انسان ہے اگر وہ چھوٹی چیز ربوبیت الٰہیہ سے ہی ایسی اکرم ہو جاتی ہے کہ جس کا نام انسان ہے تو وہی تیرا رب ہے تو بھی دنیا میں اکرم اور مکرم ہونے والا ہے۔ اور تو ہی اکرم نہیں بلکہ وہ رب تیری طفیل انسان کو اکرم کرنے والا ہے۔ کیونکہ اُس نے ارادہ کر لیا ہے کہ

انسان کو قلم کے ذریعہ علوم سکھلائے اور انسان پر وہ علوم کھولے جو اُسے معلوم نہ تھے۔ کہ الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم انسان قلم کے ذریعہ سکھلایا جاویگا انسان وہ سیکھے گا جس کا اس کو علم نہ تھا۔ یہ لفظی معنے ان آیات کے ہیں۔ نہ کوئی تکلف اور نہ کوئی تصنع بلکہ علم الانسان مالم یعلم میں لفظاً اور معناً پیشگوئی علوم جدیدہ کی ہے علوم جدیدہ کیا ہیں وہ علوم جو پہلے علوم نہ تھے۔ اس آیت کے لفظی معنی کیا ہیں انسان وہ علم پڑھیگا جو اسے پہلے معلوم نہ تھے کیا یہ زبردست سے زبردست پیشگوئی نہیں کیا یہ الفاظ ایسے وقت نہیں بولے گئے جب انسان قلم کے پورے استعمال سے واقف نہ تھا۔ کیا وہ علوم دنیا میں تھے۔ جو اسلام کی دنیا نے دیکھے۔ فرمایا۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ فرمایا پڑھ اور تیرا رب اکرم ہے۔ کیا اس علم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اکرم نہیں ہوئے اور اس کے اتباع میں انسان۔ کیا پڑھنے کی برکات کا اس میں کھلا کھلا اشارہ نہیں۔ کہ پڑھنے سے دنیا میں لوگ مکرم ہوا کرتے ہیں کیا انسان جو کل دنیا کا مکرم ہے۔ انسان جو خدا کی تصویر ہے۔ انسان جو خدا کا خلیفہ اور کائنات کا بادشاہ ہے کس کی طفیل قلم کی طفیل اور ان علوم کی طفیل جو اُسے ان آیات کے نزول سے پہلے معلوم نہ تھے۔ یہ الفاظ جو رنگ پیشگوئی ہیں یہ اُس علیم و قدیر خدا کی ہستی کا پتہ دیتے ہیں جس کے علم میں ایک زمانہ علم کا آنیوالا ہے۔ جب انسان قلم و کاغذ کے ذریعہ علمی فنون سات حاصل کر کے کل

کائنات میں مکرم ہوگا۔ وہ علیم خدا ان اسباب سے واقف ہے کہ جو دنیا میں ہیں اور جن کے جمع ہونے پر وہ نتائج مرتب ہونیوالے ہیں۔ اور وہ قدیر خدا بھی ہے کہ جس کے حیطۂ قدرت میں ان اسباب کو جمع کرنا ہے کہ جس سے انسان تعلم اور علم کے ذریعہ کائنات کا مالک ہوجاویگا اور آج زمانہ نے دیکھا کہ جو الفاظ اس علیم اور قدیر خدا نے تیرہ صد برس پہلے کہے وہ آج کیسے پورے ہوئے دراصل یہ امر ہستی باری تعالی کا خود ایک ثبوت ہے اور پیشگوئیاں خدا کے نبی اسی لئے کیا کرتے ہیں +

مبارک ہے وہ دین جس کا نام اسلام ہے یعنی قوانین الٰہیہ کی متابعت اور اطاعت۔ جس کے نام میں اشارہ ہے کہ اسلام کے نام لیوا۔ قوانین الٰہیہ کی واقفیت کے لئے علوم جدیدہ سیکھیں مبارک ہے وہ مکرم معظم انسان علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام جس کی تشریف آوری کی ایک غرض علم الانسان مالم یعلم یعنی تعلیم علوم جدیدہ ہوں۔ مبارک ہے وہ کتاب جس نے پیدائش آدم کی ایک زبردست غرض علوم جدیدہ کا حاصل کرنا اور ان کے ذریعہ مسجود ملائکہ کائنات ہونا بتلایا۔ ہاں اے قرآن پڑھنے والوں کی اولاد کیا کل دنیا میں سب سے اوّل تم ان آیات کے مخاطب نہ تھے تم نے قرآن میں نہ دیکھا تھا کہ آدم مسجود ملائکہ اگر ہوسکتا ہے تو علم کے طفیل۔ آدم کا اگر حقیقی ورثہ ہے تو علم خدا کی اگر

تمہیں بنانے کی منشاء ہے تو علم۔ لیکن تم بتلاؤ تم نے منشاء خداوندی کو پورا کیا۔ کیا تم علم حاصل کر کے زمین پر اس کے خلیفہ بننے پر جب تم خدا کی منشاء نہ سہی فرشتوں کا خیال تو پورا کر دیا۔

آدم کی پیدائش پر آدم کے متعلق دو باتوں کی توقع دو طرفوں سے کی گئی تھی۔ اگر خدائے تعالے نے اس امر کا آدم سے متوقع تھا کہ اولاد آدم فرشتوں کی مسجود ہو گی تو ملائکہ کی توقع وہ تھی جو ان کے اس قول سے ظاہر ہوئی۔

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ

کیا آدم کو اس لئے بنایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں موجب فساد اور قتل مقاتلہ کرے۔ چلو خلیفۃ الارض کی حیثیت میں مسجود ملائکہ نہ سہی مفسد زمانہ سہی یہ ہم سے کب ہو سکتا تھا کہ ملائکہ جیسے وجود ہم سے ایک توقع رکھیں اور ہم اس کو پورا نہ کریں۔ کونسا فساد ہے جو ہم نہیں کرتے۔ کونسی مفسدہ پردازیاں ہیں جو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل نہیں۔ کونسی اصلاح ہے کہ جس کے مطابق علَمِ مخالفت ہم بلند نہیں کرتے ہم ہیں کہ قعر مذلت میں روز بروز گرتے چلے جاتے ہیں۔ جاہلانہ زندگی سے ہم کو عار نہیں اخلاق ہمارے تباہ ہو رہے ہیں۔ معاشرت ہماری بگڑی ہوئی ہے۔ سوسائٹی ہماری بدکرداریوں کا پردہ۔ فسق و فجور کے ہم بادشاہ۔ جائیدادیں ہماری نیلام وثیقہ ہمارے رہن نہ غربت کا احساس نہ شرافت کا خیال۔ حوالات میں تو ہم سے معمور جیل میں

شاہی مہمان ہیں تو ہم شراب خانہ کے مربی ہیں تو ہم قمار خانہ کی باعث رونق ہیں تو ہم۔ جائدادیں بکتی ہیں تو ہماری۔ وثیقوں پر ادھار کھاتے ہیں تو ہم۔ اچھا۔ تو یہ باتیں ہیں جن کے متعلق آپ میں سے تعلیم یافتہ طبقہ یہ فرمائے کہ یہ باتیں اُن سے تعلق رکھتی ہیں جو شائد ہماری قوم میں سے زیور علم سے معرا ہیں۔ لیکن مجھے آپ معاف فرمادیں۔ اگر میں اپنے ہم چشم تعلیم یافتہ احباب سے دریافت کروں کہ کیا آپ ایک دوسرے کے مقابل پر آج برسر پیکار نہیں۔ کیا آئے دن انجمنوں میں کمیٹیوں میں جلسوں میں ہماری ذاتی غرضیں ہمیں ایک دوسرے کے مقابل نہیں لا رہی ہیں کیا ہم ایک دوسرے پر الزام لگانے میں مشاق نہیں۔ اگر اتفاقاً ہم میں سے کوئی قومی خدمت کا ذمہ لے تو کیا ہم اس پر نفسانیت کا الزام دینے کو طیار نہیں ہم نہ خود کوئی کام کرتے ہیں اور جو کر رہے ہیں چلو ذاتی غرض سے ہی سہی ان کو کرنے نہیں دیتے۔ کیا اگر ہم میں کوئی محض فضل ربی سے صف اوّل میں آجاوے اور گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا مورد ہونے لگے تو ہم میں حسد نہیں بھڑک اٹھتا اور اس کی پبلک میں تضحیک و تذلیل کے ہم درپے نہیں ہو جاتے۔ کیا بعض وقت افیشل سرکل میں عزت پانے کے لئے ہم قوم فروشی دین فروشی دوست فروشی نہیں کیا کرتے اس میں شک نہیں کہ ہمارے دماغ روشن ہیں اور ہم اصلاح کے لئے آئے دن انجمنوں اور اسوسی ایشنوں کی بنیاد بھی ڈالتے ہیں لیکن خدارا بتلاؤ انجمنیں جو ہم بناتے ہیں قوم کو فایدہ پہنچانے کے لئے

یا اپنے کلاہ عزت میں ایک پر اور لگانے کے لئے یعنی اُن دو تین چھوٹی کے عہدوں کو حاصل کرنے کے لئے کہ جس سے ہم دنیا میں فلاں انجمن یا ایسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ یا سکرٹری کہلائیں کیا اگر چلتی ہوئی انجمنوں میں ہمیں عہدہ نہ ملے تو اُن انجمنوں کی بیخکنی کرنے کے لئے ہم نئی انجمنیں نہیں بنایا کرتے۔ بسا اوقات قومی مفاد اور قومی انٹرسٹ کو ہم نے نفسانیت کے مذبحہ پر قربان نہیں کیا۔ ہم میں کون ہے جس نے قوم ملک کی خدمت کی لیکن خطاب حاصل کرنے معزز عہدہ پانے اور بڑے آدمی کہلانے کے خیال کو سر سے نکال دیا۔ ہم تعلیم پاکر بیشک چار پیسے کما لیتے ہیں ہم اور ہمارے خاندانی تعلق والے خوش حال زندگی بسر کرتے ہیں لیکن کیا اس روپیہ میں قوم کا بھی کوئی حصہ ہے +

ہم کو اپنی ڈگریوں اور اعلےٰ تعلیم پر تو بڑا دعوےٰ ہے لیکن حقیقی کام اگر تعلیم کا معیار سمجھا جاوے اور اس معیار پر ہمیں پرکھا جاوے تو گذشتہ پچاس سالوں میں ہماری تعلیم یافتہ جماعت نے کتنے نور الدین کتنے اسمٰعیل شہید کتنے سید احمد کتنے نذیر احمد کتنے مہدی علی کتنے مشتاق حسین پیدا کئے۔ اور یہ تو بڑا مطالبہ ہے ہم تو اُس جوش کو بھی قائم نہیں رکھ سکتے اور اس سے فایدہ اٹھانا نہیں جانتے جو بعض تحریکات سے ہمارے بزرگ ہم میں پیدا کر دیتے ہیں وہ جوش اور سرگرمی کا دریا جو مسٹر آغا خاں نے اگلے دن ہماری قوم میں بہا دیا جس کی موجوں کو دیکھکر

ایک زمانہ دریا حیرت میں غرق ہوگیا جس پر کل دنیا پکار اٹھی کہ مسلمان زندہ ہیں افسوس اس سرگرمی اور اس زندگی پر ایک سال بھی نہ ہوا کہ اوس پڑ گئی۔ ایک لہر زندگی کی تھی جو اٹھی اور بیٹھ گئی۔ پھر وہی مردنی وہی سراسیمگی وہی سہل انگاری وہی غفلت یہ کیوں اس لئے کہ ہم میں عقد ہمت نہیں ہم میں استقامت نہیں ہم میں قوت فیصلہ نہیں ہم میں استقلال نہیں ہم قول مردان جاں دارد کے قایل نہیں۔ ہم میں ایفائے عہد نہیں ہم میں مروت نہیں ہم میں ایثار نہیں ہم میں قدر دانی کا مادہ نہیں ہم میں شجاعت نہیں ہم میں صبر نہیں کسی قانون مذہبی اور عرفی کے ہم پابند نہیں الا ماشاء اللہ۔ اور میں فی الجملہ کہتا ہوں کہ ہم میں تقویٰ وطہارت نہیں۔ اور یہ وہ اخلاق ہیں جو قوم بنانے کے لئے ضروری تھے۔ یہ کیوں یہ اس لئے کہ ہم نے ان علوم سے منہ موڑا جن کے حاصل کرنے پر ہم میں یہ اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہم نے اس کتاب کو پس پشت کیا جو انسان کو انسان بنانے کے لئے دنیا میں آئی۔ کیا مراکو طرابلس اور ایران کے معاملات نے اسلام کی حالت کو زیادہ مخدوش کر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں نہیں۔ اگر اس زمانہ نے غلبت الروم فی ادنی الارض کے واقعات کو دہرایا ہے تو وھم من بعد غلبہم سیغلبون کا مژدہ بھی عنقریب دُھرایا جاویگا۔ اصلی اور حقیقی خطرہ میں تو اسلام کو یورپین اقوام نے نہیں بلکہ انگریزی خوانوں نے خود ڈال رکھا ہے اور بالفرض اگر عیسائی اقوام نے ہمارے بھائیو سے کچھ ملک چھین لیا تو کیا ہوا۔ تلک الایام نداولھا بین الناس (پ ۴ ع ۶) لیکن ہم انگریزی خوان تو اپنے بھائیوں کا دین و ایمان تک چھین کر

رہیں گے۔ کون نہیں جانتا کہ قوم کی آنکھ اس وقت انگریزی خوان جماعت
پر ہے کون نہیں جانتا کہ ہمارے افعال و اقوال ہمارے متعلقین پر کس قدر
اثر ڈال رہے ہیں وقار الملک اور اس کے معاصرین بڈھوں کو گذر نے
دو پھر کل کی کل قوم ہمارے رنگ میں رنگین ہونے والی ہے۔ لیکن کیا ہم خود
اسلامی رنگ میں رنگین ہیں یا کعبہ چھوڑ کر کلیسا کو جا رہے ہیں اگر بعض یورپین
اقوام اسلام کے لئے شرمسار نہیں تو ہم کہاں سے خیرخواہ ہیں۔ اگر یہی اسلام
ہے جو ہم میں ہے تو بتلاؤ کتنے دن کا مہمان ہے۔ او کامریڈ والے خدا تیرا
بھلا کرے کیا سچ تو نے کہا ہے کہ اسلام اقوام یورپ سے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ
مسلمانوں سے زیادہ خطرے میں ہے۔ آخر اسلام کس کا نام ہے بخشش اور دین
کا جزو نام ہوتا ہے اگر یہی ہے تو کیوں نکلوا دیں۔ مانا دین اور دنیوی بخشش کا
بھائی نہ سمجھا جاوے۔ اور اگر اسلام کی بہتری کے لئے شعار اسلام ہونے چاہئیں
تو بتلاؤ وہ ہم میں کہاں ہیں۔ خدا کی کتاب ہے تو پس پشت۔ فرائض اسلام
ہیں تو متروک سنت نبوی ہے تو ناقابل توجہ کیا جس طریق اباحت کو
ہم نے اختیار کر رکھا ہے۔ یہ پچاس سال میں اسلام کی ہیئت کو نہ بگاڑ دیگا
دیکھو اسلام کا ایک نشان اسلامی تمدن ہے۔ بتلاؤ ہم میں سے اس کے
کتنے پابند ہیں کیا یہ مثل اجڑ و ایام وسطی کی وحشیانہ رسوم کا بقیہ ہے جو
ہمارے گلے میں اٹکا ہے یا اس حکمت و فضیلت کے سرچشمے کی
خاص حکیمانہ اصول پر ہمارے لئے اختیار کیا تھا کہ جس کا نام جامع
خدا محمد ہے کیا نماز کا انکم کسی حدیث کی بنا پر ہے۔ جبکہ ہم وضعی یا تشنیعی

ٹھہر کر بجھا یا چھوڑا ایسی یا اس کا ذکر اس کتاب حفیظ میں ہے جس کی شان میں انا لہ لحافظون آیا ہے وہ نماز جو سفر میں حضر میں امن میں جنگ میں چھوڑی نہ جا سکتی تھی حتیٰ کہ تلواروں کی چھاؤں اور نیزوں کے سایہ کے تلے جس کے پڑھنے کے لئے قوانین قرآن نے مرتب کئے تھے وہ نماز آج کیا ہے افسوس یہ ہماری حالت یہ ہمارا الفنشہ بیخکنی اسلام کی خود ہمارے ہاتھ سے اور آئلی کی قرأتی یہ ہم کو رنج۔ یہ سب کچھ کیوں اس لئے کہ ہم نے قرآن کو چھوڑا ؎

درس قرآن نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
ہم نے قرآن کو مسلک جو بنایا ہوتا
ڈالتے ہم نہ پس پشت اگر قرآن کو
چاٹ لیں ہم نے کتب فلسفہ و منطق کی
لائی ہر ڈاک نئی روا سطے لندن سے کتاب
خیر یورپ کی ہی تقلید اگر مقصد ہے
وہ جو انجیل یہاں تجھ کو سنانے آئے
قوم کا نقشہ ترے ورد زباں رہتا ہے

یہ زمانہ نہ زمانہ نے دکھایا ہوتا
قوم کے خفتہ نصیبوں کو جگایا ہوتا
میرے آقا کو نہ محشر میں رلایا ہوتا
ہاتھ چھونے سے بھی قرآن کو لگایا ہوتا
گھر سے ہمسایہ کے قرآن بھی منگایا ہوتا
تو نمونہ اسے ہر طرح بنایا ہوتا
تو نے قرآن وہاں جا کے سنایا ہوتا
قوم کو راز ترقی بھی بتایا ہوتا

قوم کے درد کا درماں ہے تو یہ قرآن ہے
مفلسی میں کوئی ساماں ہے تو یہ قرآن ہے

کچھ تو بتلاؤ کہ تھا کونسا قطرہ کا وہ راز
بلغ عالم میں وہ تھے صورت مرغ لیے پر

جس سے اسلاف تمہارے ہو گئے سب پہ ممتاز
کس کے آڑنے سے آڑ لئے بدلے انداز

اُڑ کے اس عالمِ سفلی سے فلک بوس ہوئے
کس نے تعلیم دی علم لدنی اُن کو
صید ہونے لگے مرغانِ علوم عالم
کس تھے وہ اوجِ کمال انکا کیا نصب العین
ہم نفس ہو کے وہ کیا راگ انہوں نے چھیڑا
کچھ تو اے قوم بتا کونسا وہ افسوں تھا

پرِ شکستوں کو دیا کس نے مذاقِ پرواز
قوم اُمی تھی فضیلت کے لئے مایہ ناز
اُن کی تحقیق کے اڑنے لگے جب شہباز
منتہیٰ غیر کی اور اُن کا ابھی ہو آغاز
نظمِ عالم کے قوی ہو گئے انکے دمساز
تیرے اسلاف نے جس سے یہ دکھائے اعجاز

میں یہ کہتا ہوں وہ اعجاز یہی قرآں ہے
اور ترقی کا تری راز یہی قرآں ہے

پیارو وہی قرآن ہے اور وہی اس کے مقدس الفاظ۔ اگر اس میں پہلے اعجاز تھا تو اب بھی وہی ہے۔ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ حذارا تاریخ زمانہ دیکھو کیا عربوں سے زیادہ جہالت اور اخلاقی پستی میں کوئی قوم ہو گی جب قرآن آیا پھر کیا وہ اس کی طفیل جس معراج ترقی پر پہنچے اس کی نظیر کہیں ہے؟ اور پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جس قدر اقل سے اقل زمانہ تمہارے بزرگوں نے اس کتاب پر چلکر منازل ترقی طے کرنے کے لئے لیا۔ کیا وہ خود ایک حیرت انگیز واقعہ دنیا کی تاریخ میں نہیں۔ اور پیارو تم تو تعلیم یافتہ ہو جو ایام جاہلیت کے عرب نہ تھے۔ آپ زیورِ علم سے آراستہ ہیں جو قرآن سے پہلے وہ نہ تھے۔ آپ کی عقلیں صیقل شدہ ہیں آپ کی طبیعت منجھ چکی ہے اور یہ بات اُن کو نصیب نہ تھی۔ اگر وہ ایام جاہلیت سے نکلکر قرآن کی طفیل یہ کچھ کر گئے تو اس علم و روشنی

کے زمانہ میں تم کیا کچھ کر سکتے ہو۔ پیارو میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں قرآن کا اگر کوئی قدردان ہو سکتا ہے تو تم انگریزی خوان۔ قرآن کے معارف اور معانی پر جان قربان کرنیکی کوئی اہلیت رکھتا ہے تو تم نو تعلیم یافتہ اس بحرِ علوم کے دُرِ شاہوار کا اگر کوئی غواص ہے تو تم گریجوایٹ۔ ذرا اس عروس حکمت و فضیلت کا نقاب تو اٹھاؤ تو پھر کیا مجال کہ اس کے بے داموں غلام نہ بن جاؤ۔ بیسیوں نیوٹن سینکڑوں ہیگل ہزاروں لاک اور لاکھوں سپنسر* اسپر تم قربان کردوگے۔

سخر لکم مافی السمٰوات ومافی الارض جمیعًا

کی حقیقت سے اطلاع دینے کے بعد کیا ربنا آن کا حق ہے کہ وہ اسلام کو علم و فضیلت کی روک بتلائے۔ کیا علم آدم الاسماء کلھا کی تعلیم کے بعد یورپین مورخین کا حق ہے کہ وہ اسلام پر حملہ کریں اور کہیں کہ اس نے صدیوں تک یونانی اور ہندی حکمت و فلسفہ کی ترقی کو مسدود کر رکھا۔ لیکن اُن کا کیا قصور ہے خود اس معارف سے آگاہ نہیں تو اُن کو کون اطلاع دے! اے قرآن کے سچے خادم ہونے کے مستحق گریجوایٹو۔ اٹھو جاگو ہوشیار ہو جاؤ اگر یورپین قومیں من کل حدب ینسلون کی پیشگوئی پوری کرتی ہوئیں ممالک مختلفہ کو فتح کررہی ہیں تم روحانیت اور اخلاق کے ساتھ علم و فضیلت کے ساتھ قرآن کے حقائق و معارف کے ساتھ اُن کے دلوں کو فتح کر لو۔ اُن کے دین و مذہب پر فتح اُن کے گرجاؤں پر انکے کلیسیوں پر بالآخر انکی یونیورسٹیوں پر اور یاد رکھو اسلام کی یہ فتح ابدی فتح

---

* یہ یورپین فلاسفروں کے نام ہیں۔

ہے وہ ہو کے رہے گی ہاں ۔ سہ

ہفت این اجرا نصرت راد مہندت لسے اخی ورنہ

قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

یورپ کی سوسائٹی پر چند ایک اصول حکمت حکمران ہیں جنکے مجموعہ کا نام سیولزم ہے۔ ان اصولوں پہ غور کرو اور میں آپ کو علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ وہ اصول سب کے سب بالو بجنسہ ان سے بہتر تم قرآن حکیم میں پاؤگے۔ وہ نہ ایسی یہ اصول چھٹی صدی عیسوی سے پہلے نہ تھے اور یورپین محقق کہتے ہیں کہ گذشتہ دو ایک صدی کی تحقیق کا نتیجہ یہ اصول ہیں۔ جاؤ اور ان کو بتلاؤ کہ ان کا ماخذ تیرہ صد برس سے پہلے دنیا میں آچکا ہے۔ وہ تمہارے خود بخود غلام ہو جاویں گے۔ وہ مسجود ملایکہ تو ہیں لیکن یہ امر چنداں قابل رشک نہیں وہ تو ان ملائکہ کے مسجود ہیں جو عالم سفلی سے تعلق رکھتے ہیں اور تمہارے بزرگ تو علیین کے بادشاہ تھے اگر آگ پانی ہوا اور بجلی کے فرشتے ایک حد تک ان کے زیر فرمان ہیں تو تم روحانیات اور اخلاق فاضلہ کے فرشتوں کو اپنا تابع فرمان کرو۔ اور یہ وہ بات ہے جو انہیں نصیب نہیں آج اٹلی کی قزاقی اور اسپر یورپ کی خاموشی نے یورپ کی تہذیب کا بت اس کے اونچے سے اونچے معبد سے نیچے خاک میں گرا دیا اور اچھا ہوا جو ہماری نگاہ سے ان کی تہذیب کی وقعت جاتی رہی۔ اور یاد رکھو یہ تاریخ کا سچا مسئلہ ہے کہ اخلاق فاضلہ کے ماتحت عالم اسفل کی چیزیں آجاتی ہیں اگر روحانیات کے اور اخلاق فاضلہ کے ملائکہ تمہیں سجدہ کرنے لگ جاویں

تو عالم سفلی توان کی اطاعت سے الگ نہیں یہی وہ راز ترقی ہے جو تمہارے بزرگوں کو نصیب ہوا +

اے تعلیم یافتہ جوانو! اسلام تم سے ایک فدیہ مانگتا ہے اور بحمد اللہ تم اُس فدیہ کے قابل ہو۔ وہ فدیہ تمہارے ذہنی قویٰ تمہارے سلجھے ہوئے دماغ اور منجھی ہوئی عقلوں کا کچھ حصہ ہے۔ تم سے خدائے اسلام خدائے محمدؐ اور خدائے قرآن خدمتِ قرآن چاہتا ہے اور تم اُس خدمت کے قابل ہو سکتے ہو مگر اُس وقت جب تمہارے ہاتھ میں قرآن تمہارا شعار اسلام تمہارے سر سجدوں میں اور تمہارے ہونٹ روزوں سے خشک تمہارے مالوں وقتوں اور ذہنی قوتوں میں خدا کا حصہ بصورتِ زکوٰۃ۔ تم ٹھیک اُسی طرح خدا کی راہ میں ذبح ہونے کے لئے طیار ہو جاؤ جس طرح تم قربانیوں کو ذبح کرتے ہو۔ تم جس طرح اللہ اکبر کی چھری ان کی گردن پر پھیرتے ہو اُسی طرح خدا کی راہ میں قوم کی خدمت میں۔ دین کی عزت میں اپنے خیالات پر اپنے جذبات پر اپنی آسائشوں پر اپنے گھروں کی محبت پر اور اولاد کے تعلق پر قربانی اللہ اکبر کی خاطر اور اُس کے نام پر چھری پھیر دو کیونکہ اصل مقصد اسلام کا یہی ہے۔ فی الجملہ تم مسلمان بن جاؤ تو پھر ممکن ہے کہ خدا کی طرف سے نصرت کا دروازہ تم پر کھل جاوے +

مروارید ثلاثہ

یہ تین کتابیں ہر مسلم گھر میں ہونی چاہئیں

یہ ہر سہ کتب مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ہیں جو تین خاص مضامین پر نایاب و بے مثل کتابیں ہیں جو بتفصیل ذیل درج ہیں آپکے مطالعہ کے قابل ہیں

ینابیع المسیحیہ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام قیمت ۱۲ اس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن کریم ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب و تمدن کے کامل قوانین موجود ہیں اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے کل مذاہب دیگر کے عقاید اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی گئی ہے

ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان قیمت ۱۲؍

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اسمیں یہ دکھلایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے اور کل دنیا کی زبانیں اسی سے نکلی ہیں ابتدا میں ملکوں کے آبا و اجداد عربی الاصول تھے یہ کتاب دیکھنے سے تعلق ہے

اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی قیمت ۸؍

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان پیش کیا گیا ہے یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اس کتاب کو خرید کر ماننے کے سوا چارہ نہیں تھا کہ محمد صلعم خاتم النبین ہیں اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے تو وہ آپکی ذات پاک ہی ہے

نوٹ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہو گا

لمعات انوار محمدیہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات آپؐ کے خلق عظیم کا آئینہ حسن سیرت و معاشرت کا فوٹو علمی۔ ادبی تمدنی اخلاقی اور اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع جسمیں جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی مسلم مشنری و جناب مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی و حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی و جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لا جناب مارمیڈیوک پکتھال و جناب ایس ایچ لیڈر مصنف ڈیزرٹ و دیگر مشاہیر قوم کے گرانقدر مضامین ہیں جو نہایت قابل دید ہیں اور آنحضرت کو مختلف حیثیتوں میں پیش کیا گیا ہے قیمت مجلد

المشتہر

خواجہ عبد الغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل (لاہور)

مطبوعات جدیدہ مصنفہ حضرت خواجہ **کمال الدین صاحب** بی اے ایل ایل بی **مسلم مشنری**

(۱) ذرات عالم کا مذہب

تفصیل مضامین:۔ مذہب اور سائنس میں چولی دامن کا ساتھ ہے سب سے بڑے طاقتور ذرے یعنے انسان کا مذہب الہام ایک ضرورت حقہ ہے۔ تنازع بقا ہی ارتقا کی جان ہے اخلاق توازن جذبات کا نام ہے روح کی پیدائش اور فرائض روح ایک باشعور قوت نامیہ ہے بعض لحوم ممنوعہ مسئلہ ارتقائے انسانی صحیفۂ ارتقاء۔ کفارہ پر ایمان لانا خود اپنی ہتک کرنا ہے مذہب کی بابت باطل خیالات اور عقائد فاسدہ ترقی کیلئے سم قاتل ہیں اہل ہند کی جدید بت پرستی اور اہل مغرب کی انسان پرستی۔ رومن کلیسا بہتر اور افضل ہے۔ انسان کیلئے اپنی اصلاح کرنا ہی بہترین تسبیح ہے رب العالمین معبود +

(۲) اسلام اور علوم جدیدہ

(۳) باطنیات اسلام

(۴) مطالعۂ اسلام

(۵) مسلم مشنری کے ولایتی لیکچروں کا سلسلہ
حصہ اول۔ حصہ دوم۔ حصہ سوم

(۶) مجموعہ لیکچرس اسلام

خطبات عشریہ

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈیٹر اسلامک ریویو مجریہ انگلستان

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے دوران قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معروف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کیلئے انگلستان فرانس اور سکاٹلینڈ کے مختلف مقامات پر تقریریں کیں اور لیکچر دیئے اور بعض احباب کی فرمائش پر اردو میں ترجمہ کر کے چھاپے گئے ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

(۱) سلسلہ خطبات عیدیہ موسوم مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات

(۲) " " " توحید۔ دعا۔ تصوف

(۳) " " " خطبات عیدین

(۴) دہریوں اور ملحدین کو خطاب

(۵) اسلام اور دیگر مذاہب

(۶) حقوق نسوان

[illegible]

مرواریدِ ثلاثہ

براہین
جلد حصہ اول

معروف بہ
زندہ و کامل الہام
مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

اسمیں یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی ہے قیمت ۱۲/

اُمّ الالسنہ

معروف بہ
زندہ و کامل الہام
مصنفہ
حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے۔ اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو و انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اسی سے نکلی ہیں۔ اور ابتدا میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ۱۲/

اُسوۂ حسنہ

معروف بہ زندہ و کامل نبی
مصنفہ
حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اسکو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی نبی کامل نبی ہو سکتا ہے، تو وہ آپ کی ذات ہے۔ قیمت ۸/

المشتہر خواجہ عبدالغنی مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل۔ لاہور